کرسی صدارت کے اوپر مرزا غالب کی ایک بڑی تصویر لٹکی ہوئی تھی جو مرزا کی اونچی قلپاق ٹوپی اور مشرقی وضع کے رنگین و شاندار لباس اور سیاہ ڈاڑھی کی وجہ سے تمام حاضرین کی توجہ کا خاص مرکز تھی۔ کارروائی کا آغاز ایک ازبکستانی مصنف حامد گلیم کی تقریر سے ہوا۔ انھوں نے کہا کہ سوویٹ روس کے لوگ مرزا اسد اللہ خاں المعروف بہ غالب کا بہت ادب و احترام کرتے ہیں۔ کیوں کہ ان کا کلام خلوص، جستجوئے حق، سخت ترین آفات و مصائب میں بھی مسکراتے رہنے کا حوصلہ، حُبّ انسانیت اور اسرار و رموزِ فطرت وغیرہ کے مضامین سے پُر ہے۔ اس تقریر کے بعد روس کے متعدد ادیبوں اور پروفیسروں نے تقریریں کیں اور سب نے مرزا غالب کو جنھوں نے خود اپنے متعلق کہا تھا۔

ہوں ظہوری کے مقابل میں خفائی غالبؔ میرے دعوی پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں

دل کھول کر خراج عقیدت و تحسین پیش کیا۔ پھر صرف یہی نہیں کہ یہ جلسہ یوں ہی ہنگامی طور پر کرلیا گیا ہو۔ بلکہ ایک روسی پروفیسر نے تقریر میں بتایا کہ روس میں مرزا غالب پر اب تک کیا کچھ کام ہو چکا ہے، چنانچہ انھوں نے کہا کہ مرزا غالب کی غزلوں کا سب سے پہلا روسی ترجمہ ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا تھا جو مشہور روسی ادیب لیونڈ کونڈریٹو نے کیا تھا اس کے بعد روسی زبان میں "اردو لٹریچر کا تعارف" کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی۔ اس میں بھی مرزا غالب پر بہت مفصل باب تھا اس کے علاوہ ابھی حال میں "مشرقی ورثہ" کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے۔ اس میں بھی غالب کا ذکر اور ان کی غزلوں کا ترجمہ تفصیل سے کیا گیا ہے۔ پھر پولو نامی ایک پوسٹ گریجویٹ طالب علم ہے جو مرزا کے خطوط کا تحقیقی مطالعہ انسٹیٹیوٹ آف اورینٹل اسٹڈیز کے زیر نگرانی کر رہا ہے۔ لائق مقرر نے یہ بھی بتایا کہ مرزا غالب کی منتخب غزلوں کا ایک اور عمدہ روسی ترجمہ بھی حال میں کیا گیا ہے اور وہ عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ تقریروں کے علاوہ بعض حضرات نے روسی زبان میں ہی غالب کی شخصیت اور کلام پر مقالات پڑھے اور ان میں یہ امید ظاہر کی کہ ابھی غالب کے مطالعہ کے سلسلہ میں روس کو بہت کچھ کرنا ہے۔ اب تک جو کام ہوا ہے وہ کافی نہیں ہے۔ اس اجتماع میں ہند کے ایک اردو ادیب ظ انصاری بھی موجود تھے انھوں نے بھی تقریر کی۔ آخر میں ایک طالب علم نے روسی ترجمہ کے ساتھ غالب کی ایک غزل گا کر سنائی اور اس کے بعد مرزا غالب نامی فلم کی نمائش پر یہ تقریب ختم ہوگئی۔

گذشتہ ماہ کا برہان شائع ہو چکا تھا کہ اُس کے بعد بابائے اردو مولوی عبدالحق اور مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کے بیانات نظر سے گذرے اور ان سے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ مولوی ؎ صاحب کی طرف منسوب کرکے مولانا آزاد کے متعلق جو فقرہ اخبارات میں چھپا تھا وہ غلط تھا۔ مولوی صاحب نے بات کچھ اور کہی تھی اور وہ پریس میں کچھ سے کچھ ہوگئی۔۔۔۔ اعاذنا اللہ من شرور انفسنا۔